تیسری قسط

اسلامی فنون لطیفہ

از ٹائٹس برکہارٹ

گزشتہ سے پیوستہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۔ معماری۔ فنون لطیفہ کی جان

اس اعتبار سے اسلامی فنون لطیفہ میں خلاء تو پیدا ہو گیا مگر اس کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس اقدام سے ان ذرائع کا خاتمہ بھی ہو گیا جو شہوانی لذات و نفسانی جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ اب ایسا نظام مرتب کر دیا جس سے توازن و وقار اور سکون کا ماحول جلوہ گر ہوتا ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے، یہ بات فوراً ہی سمجھ میں آجاتی ہے کہ کس بنا پر، اسلام میں معماری نے تمام فنون لطیفہ میں مرکزی مقام حاصل کیا۔ اگرچہ رسول خدا کا ارشاد ہے: ان اللّٰہ جعل فی الارض مسجداً و طھوراً (بے شک ساری زمین میری امت کے لئے پاک اور نماز کی جگہ ہے۔)

مگر اس کے باوجود یہ فن معماری کی ذمہ داری تھی کہ سکون و پاکیزگی جیسی چیزوں کو جو قدرت نے دوسری جگہ بھی عطا کی ہیں، گنجان آبادی کے علاقوں میں بھی یکجا فراہم کر دے۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے پر فن معماری کو یہ چیز ودیعت کی گئی کہ وہ اس حسن و جمال کی جلوہ آرائی کرے جس کی پرورش آغوش فطرت کے پاکیزہ دامن میں ہوتی ہے۔ یہ حسن و جمال اس صانع حقیقی کی صنعت کا ہی نمونہ ہیں اور ایک اعتبار سے ان کی عقل کے نزدیک بھی، مگر محدود سطح پر' اور اسی بنا پر وہ ہوا و ہوس کی دسترس سے دور ہیں۔ مومن جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کی حیثیت وہاں محض تماشائی کی نہیں ہوتی بلکہ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا اپنے ہی گھر میں ہے۔ (یہاں گھر سے مراد، جائے بود و باش نہیں ہے۔) اور جیسے ہی وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے، اس عالم میں پہنچ جاتا ہے جہاں اسے دنیوی تفکرات سے نجات مل جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ نماز میں شامل اور تلاوت کلام الٰہی میں ہی مشغول ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت سے گزرنے کے بعد کنایۃً کہا جا سکتا ہے کہ وہ وہاں پہنچ جاتا ہے جو کبھی حضرت آدم علیہ السلام کا مقام تھا اور یہ وہ جگہ ہے جسے مرکز عالم کہا جاتا ہے۔

اس بنا پر تمام مسلم فنکار معماروں کی یہی کوشش رہی ہے کہ وہ ایسی فضا ہموار کریں جو مکمل طور پر بالذات قائم ہو۔ اور ہر جگہ اپنے اپنے مقام پر اس حقیقت کو عیاں کرے کہ کس طرح یہ فضا معنویت سے لبریز ہے۔ اس مقصد کی برآری کے لئے انہوں نے مختلف راہیں اختیار کی ہیں۔ یعنی متعدد ستونوں پر قائم قدیم مسجد مدینہ کے صدر دالان سے لے کر ترکی کی متحد المرکز مساجد تک کہیں بھی ہمیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ ان کی اندرونی فضا میں ہم کسی خاص سمت کی جانب کشاں کشاں چلے جا رہے ہوں۔ اور نہ ہی ان مقامات کی محدود فضا میں ہم پر کسی طرح کا دباؤ محسوس ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مسجد ہی وہ جگہ ہے جس کی عمارت انسان کو ہر اس تنازعہ و کشمکش سے آزاد کر دیتی ہے جو زمین و آسمان کے درمیان جاری و ساری ہیں۔

مسجد و کلیسا کا مقابلہ:

عظیم کلیساؤں کے طویل و مستطیل شکل کے وسیع دالان بنیادی

طور پر ایسے راستے ہیں جو انسان کو باہر کی دنیا سے دور لے جاکر ان چوکیوں کی جانب راہنمائی کرتے ہیں جو وہاں عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ کلیساؤں کے گنبد یا آسمان کی جانب بلند ہوتے نظر آتے ہیں یا عبادتگاہ کی چوکی کی طرف مائل۔ کلیسا کی عمارت ایک عیسائی عقیدتمند پر اس مفہوم کو روشن وعیاں کرتی ہے کہ مقدس عشائے ربانی کی رسومات ادا کرنے سے ہی عبادتگاہ کی چوکی حضور خداوندی کا فیضان حاصل کرتی ہے۔ اور یہی وہ نور ہے جو تاریکی میں درخشاں ہوتا ہے۔ لیکن مساجد میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہوتی جو عبادت کے لئے مخصوص ہو۔ محراب بھی صرف اس لئے بنائی جاتی ہے کہ اس سے سمت قبلہ متعین کی جاسکے۔ چنانچہ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مسجد کی فضا میں ایسے ماحول کی تخلیق کی جاتی ہے کہ ہر مومن کے دل پر یہ تاثر پیدا ہو کہ خداوندتعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

اس امر کی بیشتر وضاحت کے لئے ہم یہاں سنان نامی ترکی کے مشہور میر عمارت کی تیار کردہ مسجد کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اس شخص نے ایا صوفیہ مسجد کی اصل طرح اندازی سے بہت زیادہ اثر قبول کیا اور اس میں اپنے اسلامی نظریہ کے مطابق تبدیلی وترمیم کی۔ اور بالآخر مکمل طور پر نقشہ مرتب ومنظم کرنے کے بعد، اس نے شہر ادرنہ میں مسجد سلیمیہ کی بنیاد رکھی۔ ایا صوفیہ کا عظیم وفراخ گنبد دو نیم گنبدوں پر قائم ہے۔ اور اس کا تمام وزن انہی پر ہے۔ اس کے اطراف میں کچھ محرابیں بھی تعمیر

کی گئی ہیں۔ اس کی اندرونی فضا کو اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ وہ بمنزلہ محور نظر آتی ہے۔

عبادت اور دیگر مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے اس میں کئی منزلیں بنائی گئی ہیں جنہیں دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تعداد حساب وشمار سے باہر ہے۔ میر عمارت سنان نے مسجد سلطان سلیم کے عظیم مرکزی گنبد کو ہشت ضلعی ساخت پر قائم کیا۔ اس کے چار ضلعے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب میں سطح زمین پر صاف مربع ہیں جن کے بالائی حصے میں شمالی، جنوبی، مشرقی اور مغربی اضلاع پر قوس نما محرابیں بنا کر، اسے ہشت ضلعی شکل دے دی گئی ہے۔ چنانچہ یہ مکمل مجموعہ کسی عمدہ تراشے ہوئے ہیرے کی مانند اس طرح نظر آتا ہے کہ اس کا بیرونی شکم نہ تو لہرے دار ہے اور نہ ہی بالکل باریک۔

جس وقت بعض عظیم کلیسا مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو انہوں نے ان کے طویل مستطیل دالانوں کو مزید وسیع کیا۔ اور اس کے اندرونی نقشے میں انہوں نے اس طرح تبدیلی کی کہ اس کے طول کو عرض میں بدل دیا۔ صدر دالان کلیسا کی دونوں جانب وہ رواق (محراب دار مسقف راستے) باوجود اس تبدیلی کے کہ جو

مسلمانوں نے ان میں کی، اب بھی موجود ہے اور صدر دالان مسجد کی فضا کو انہوں نے منقطع کیا، ان دونوں کی کمانی دار محرابیں، ان رواقوں کے بر خلاف جو عظیم کلیساؤں کے صدر دالان کے اطراف میں بنائے جاتے ہیں، کسی خاص سمت میں دور تک نہیں چلے جاتے بلکہ وہ اس خط کا قطع کئے بغیر ہی خاتمہ کر دیتے ہیں جو دالان کی فضا میں ایک سمت سے دوسری سمت تک چلا گیا ہے اور اس طرح وہاں ایسا ماحول پیدا ہو گیا ہے جس سے انسان کو وہاں سکون میسّر آسکے۔

مسلمان معماروں نے ان رواقوں کی شکل وصورت کی جانب خاص توجہ دی اور کوئی تعجب نہیں کہ عربی زبان میں 'روق' اور 'دروقہ' جیسے الفاظ حسین وجمیل اور خوبرو کے معنوں میں اسی لفظ (رواق) سے اخذ کئے گئے ہوں۔

یورپی اور اسلامی فن تعمیر میں محرابوں کا فرق:

یورپی فنون لطیفہ میں بیشتر دو قسم کی محرابیں پسند کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک رومی محراب کہلاتی ہے جو سادہ، معقول موازین کے مطابق سکوتی دباؤ پر منحصر ہوتی ہے اور دوسری کا نام گاتھی ہے جو غیر مستقیم طور پر اسلامی فنون لطیفہ سے ہی ماخوذ ہے۔ لیکن اسلامی فنون لطیفہ میں انواع واقسام کی محرابیں پائی جاتی ہیں جن میں سے دو سب سے زیادہ مقبول وپسندیدہ ہیں۔ ان میں سے ایک ایرانی محراب ہے جس کی نوک کشتی کے سرے کی طرح بالائی جانب باریک ہو جاتی ہے اور دوسری محراب نعل

کی مانند جو مغرب (شمالی افریقہ) میں کم وبیش نوکدار ہو جاتی ہے۔ وہ تمام کیفیات جن کا ہم نے یہاں ذکر کیا ہے، ان سکوتی اور آرامی یا ان سے مخلوط شدہ طرز پر ساختہ محرابوں میں نظر آتی ہیں۔ ایرانی محراب میں وسعت وکشادگی کے ساتھ لطافت بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کی نوک بالائی طرف اس طرح باریک ہوتی چلی جاتی ہے گویا کسی چراغ کی ایسی لو ہے جو تیز ہوا کے جھونکوں کے باعث لرزنے سے محفوظ ہو۔ لیکن مغرب (شمالی افریقہ) کی محراب وسیع تو ہوتی ہے مگر اس طرح کہ اس میں اس کی مستطیل شکل برقرار رہتی ہے۔ چنانچہ اس کی یہ کیفیت ذہن پر ثبات 'انبساط اور شرح قلب کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ اور دیکھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ عمارت ایسا جسم ہے جس میں حرکت تو نہیں ہو رہی مگر تنفس کا سلسلہ اس میں جاری ہے۔ یہ قوس نما محراب بذات خود ایسی فضا مہیا کرتی ہے جو مسرت وشادمانی کی کیفیت سے سرشار ہو اور اس کی اندرونی برکت کی وجہ سے خوشی وانبساط کی حالت دل پر طاری ہوتی ہے۔ چنانچہ وہاں کی فضا میں پہنچ کر، اس آیۂ شریفہ کا زمزمہ کرنے کو دل چاہنے لگتا ہے:

"الم نشرح لك صدرك" (اے نبی) کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔

(سورہ انشراح آیہ ۱)

چنانچہ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ایسی سادہ رواق سے جو صحیح اندازے کے مطابق بنائی گئی ہوں، ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جو انسان پر طاری کیمت کو کیفیت میں تبدیل کر دے۔ ایسی صورت میں فضا کی کیفیت نہ صرف ذہن کو متاثر کرتی ہے بلکہ اس میں وجد وحال کے اثرات بھی پیدا کر دیتی ہے۔ اور اسی بنا پر روایتی معماری ایسی فضا کی حامل ہوتی ہے جو غور و